مرثیہ درحال حضرت حرؑ

انیس العصر سید ابن الحسینؑ مہدی نظمیؔ اجتہادی

(۱)

دورِ بعید تر سے زمانِ قریب تک
صبحِ ازل سے نورِ چراغِ صلیب تک
آدمؑ سے شاہِ ارض و سما کے نقیب تک
ہابیل کے لہو سے ظہورِ حبیب تک
پیغمبرانِ حق نے سنواری تھی زندگی
ورنہ بشر کے دوش پہ بھاری تھی زندگی

(۲)

ہر مشعلِ حیات میں ہے مصطفیٰؐ کی لو
پھوٹی ہے اس کے نور سے صبحِ ازل کی پو
اس کی تجلیوں سے ہے شمس و قمر میں ضو
اس کے قدم کو چھو کے چلی زندگی کی رو
تہذیبِ انبیا کی وراثت لئے ہوئے
ہے آخری چراغِ ہدایت لئے ہوئے

(۳)

جو عادۃً خلاف تھے دیں کے اصول سے
حیرت زدہ تھے رحمتِ حق کے نزول سے
یہ وجہِ دشمنی تھی خدا کے رسولؐ سے
کانٹوں نے بیر ڈالا گلستاں میں پھول سے
منشائے کردگار ہے ہجرت حبیب کی
چھڑتی ہے آج جنگ امیر و غریب کی

(۴)

یہ جنگ جبر و ظلم و عداوت سے جنگ ہے
یہ جنگ دشمنانِ عدالت سے جنگ ہے
یہ جنگ سینہ زوریِ دولت سے جنگ ہے
یہ جنگ اہل زر کی سیاست سے جنگ ہے
اس جنگ سے حیات کا دستور بن گیا
انسان کے حقوق کا منشور بن گیا

(۵)

اس جنگ میں ظفر کی ، پیمبرؐ نے کی دعا
اس جنگ میں علیؑ ہیں علمدارِ مصطفیٰؐ
اس جنگ میں نبیؐ کی معاون ہیں فاطمہؑ
اس جنگِ اولیں کا ہے انجام کربلا
اس جنگ میں رسولؐ کا کردار ہے حسینؑ
قرآن انقلاب ہے تلوار ہے حسینؑ

(۶)

تلوار جس کو قوتِ خیبر کشا کہو
تلوار جس کو آئینۂ مصطفیٰؐ کہو
تلوار جس کے نام پہ صَلِّ علیٰ کہو
تلوار جس کو برقِ جمالِ خدا کہو
یہ تیغ شمعِ وادیٔ ایمن ہے دوستو
بازوئے کبریائی کا جوشن ہے دوستو

(۷)

تلوار جس میں عصمت زہراؑ کی آب و تاب
تلوار جس میں جوہرِ اوصافِ بوترابؑ
تلوار جس میں شوکتِ پیغمبری کی آب
تلوار جس میں قوتِ تحریکِ انقلاب
ضربت ہے جس کی ضربتِ کرار کی طرح
قرآن گونج اٹھتا ہے جھنکار کی طرح

(۸)

تلوار جس میں تابِ مذاقِ سلیم ہے
تلوار جو متاعِ خلیل و کلیم ہے
تلوار جو چراغِ نبیؐ کریم ہے
تلوار جو صحیفۂ خُلقِ عظیم ہے
تلوار جو بہشت کی موجِ بہار ہے
جو خاک پر نیابتِ پروردگار ہے

(۹)

تلوار جس کی لو ہے سراجِ رہِ قبول
تلوار جس کا خم ہے خمِ ابروئے رسولؐ
تلوار جس کا پھل ہے وفا کا شگفتہ پھول
تلوار جس کی چال ہے پابندئ اصول
تلوار جس میں جوہرِ خونِ رسولؐ ہے
جس کا غلاف چادرِ فرقِ بتولؑ ہے

(۱۰)

یہ جنگ ، بدر و خندق و خیبر کی جنگ ہے
قلت سے زورِ کثرتِ لشکر کی جنگ ہے
یہ جنگ انقلاب کے رہبر کی جنگ ہے
سبطِ نبیؐ کی جنگ ، پیمبرؐ کی جنگ ہے
یہ آخری لڑائی ہے رد و قبول کی
ہر دشمنِ خدا سے ہے ٹکر رسولؐ کی

(۱۱)

فوجِ بنِ زیاد کی احمدؐ سے جنگ ہے
ابنِ معاویہ کی محمدؐ سے جنگ ہے
محبوبِ ذاتِ واجب و سرمد سے جنگ ہے
تخلیقِ کائنات کے مقصد سے جنگ ہے
بیعت کا ہے حسینؑ سے اصرار اس طرح
آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار جس طرح

(۱۲)

کرب و بلا کی صبح ہے صبحِ ازل کی بات
بھولا نہیں ہے آدمی آغازِ کائنات
ابلیس کے غرور پہ قہر و جلالِ ذات
جنباں حجابِ عرش ، طپیدہ دلِ حیات
آئی صدا کہ بزمِ ملک سے نکال دو
گردن میں طوقِ ذلت و رسوائی ڈال دو

(۱۳)

انسان کے شرف کی لڑائی ہے کربلا
یہ جنگ ہے خلافتِ آدمؑ کا مسئلہ
آدمؑ کا جانشین ہے دلبندِ مصطفیٰؐ
ہونا ہے آج پھر حق و ناحق کا فیصلہ
وہ فیصلہ کہ علمِ خدا کی دلیل ہو
ابلیس ، آدمی کی نظر میں ذلیل ہو

(۱۴)

ہیں ماہرِ جدال ،رفیقانِ بے مثال
باندھے ہوئے ہیں سر سے کفن مجتبیٰؑ کے لال
اس جنگ میں شریک ہے لیلیٰ کا خوش جمال
شامل ہے اس لڑائی میں بانو کا نونہال
عباسؑ مثلِ جعفرِ طیارؑ ہیں یہاں
زینبؑ کے لال حیدرِ کرارؑ ہیں یہاں

(۱۵)

اس جنگ میں حبیبِ فیق و وفا شعار
اس جنگ میں زہیرِ خرد مند و ہوشیار
اس جنگ میں ہیں مسلمؑ جانباز و جاں نثار
اس جنگ میں ہے جونِ حبش ، مردِ کارزار
بانو عجم کی ، سندھ کی فضہ شریک ہے
ہے آدمی کی جنگ تو دنیا شریک ہے

(۱۶)

اس جنگ میں ہیں ایک رفیقانِ کربلا
ہیں سرفروش شیرِ نیستانِ کربلا
ہے رزمِ ارتقا سرِ میدانِ کربلا
وحدت کا آئینہ ہے بیابانِ کربلا
تہذیب کے سفر کو رہِ معتبر ملی
اس جنگ سے بشر کو بشر کی خبر ملی

(۱۷)

حق کی نگاہ ، سینۂ باطل میں گڑ گئی
خود لشکرِ یزید میں تفریق پڑ گئی
تنظیمِ فوج ، جنگ سے پہلے بگڑ گئی
بسنے سے پہلے ظلم کی بستی اجڑ گئی
ہر قلبِ باشعور حقیقت کو پا گیا
حر شاہِ حق پناہ کے حلقے میں آگیا

(۱۸)

ناحق سے حق کی ضرب اٹھائے نہ اٹھ سکی
فوجِ بنِ زیاد میں پھیلی ہے بے کلی
مظلومیت کے رو برو لرزاں ہے ہر شقی
رسوائی دیکھ لی ہے نظر نے یزید کی
یہ پہلی فتح پائی شہِؑ مشرقین نے
دل رن میں حرؑ کا جیت لیا ہے حسینؑ نے

(۱۹)

آتا ہے یوں دلیر و جری جانبِ امامؑ
فرزند اور بھائی کے ہمراہ ہے غلام
بڑھتے ہیں پیشوائی کو عباسِ نیک نام
کہتے ہیں مسکرا کے پسر سے شہِؑ انام
صبر و ثبات و عزم و شجاعت میں فرد ہے
کہتے ہیں ، حرؑ تو فطرتاً آزاد مرد ہے

(۲۰)

فوجِ ستم میں جتنے تھے انسان آگئے
یہ چار آدمی تھے مسلمان آگئے
تہذیبِ انبیاؑ کے نگہبان آگئے
تشنہ جگر حسینؑ کے مہمان آگئے
نازک ہے وقت پرسشِ حالات کیا کریں
مہماں ہیں حرؑ ، حسینؑ مدارات کیا کریں

(۲۱)

صحرا میں یوں امامؑ کے نزدیک آئے ہیں
آنکھیں بھری ہیں اشکِ الم ڈبڈبائے ہیں
اس جرم پر کہ گھیر کے مولا کو لائے ہیں
نادم ہیں ، شرمسار ہیں ، گردن جھکائے ہیں
پہلو میں حرؑ کے اکبرؑ و عباسؑ ساتھ ہیں
رومال سے بندھے ہوئے غازی کے ہاتھ ہیں

(۲۲)

قدموں پہ سر جھکا کے یہ بولے کہ اے حسینؑ
مجھ کو معاف کیجئے اے شاہِ مشرقینؑ
اے رحمتِ تمام ، محمدؐ کے نور عین
اذنِ وغا ملے تو ملے میرے دل کو چین
مولا کٹی ہے رات مری اضطراب میں
دیکھا ہے بار بار پیمبرؐ کو خواب میں

(۲۳)

حر کو گلے سے سرورِ دیں نے لگا لیا
بولے کہ میں ہوں تابعِ فرمانِ کبریا
بھائی میں خود چلا تھا مدینہ سے کربلا
تیرا کوئی قصور نہ تیری کوئی خطا
کیوں مجھ سے غم گسار مرا شرمسار ہے
میرا سفر مشیتِ پروردگار ہے

(۲۴)

دیندار ہے کہ رہروِ راہِ وفا ہے تو
دیندار ہے کہ پیکرِ صبر و رضا ہے تو
دیندار ہے کہ دشمنِ جور و جفا ہے تو
دیندار ہے ناصرِ دینِ خدا ہے تو
لعل و گہر الگ ہیں، الگ سنگ وخشت ہے
تیرا مقام خاک نہیں ہے بہشت ہے

(۲۵)

آرام کر کہ رات کا جاگا ہوا ہے تو
آرام کر کہ دور سے آیا ہوا ہے تو
آرام کر کہ غم کا ستایا ہوا ہے تو
آرام کر کہ دھوپ سے تونسا ہوا ہے تو
راحت کا انتظام مرا فرضِ عین ہے
لیکن عجیب حال ہے جس میں حسینؑ ہے

(۲۶)

راحت کہاں نصیب کہ آب و غذا نہیں
سایہ نہیں ہے دشت میں ٹھنڈی ہوا نہیں
بچوں نے تین روز سے پانی پیا نہیں
لیکن یہ عرض حال ہے کوئی گلا نہیں
جو مجھ پہ آج بیت رہی ہے وہ بیت جائے
قرآن فتحیاب ہو اسلام جیت جائے

(۲۷)

حرؑ نے کہا کہ راہ میں راحت کہاں ملے
منزل ملے ارم کی ، تو آرامِ جاں ملے
خاطر یہی ہے میری کہ جلدی جناں ملے
سوغات میں شفاعتِ شاہِ زماںؑ ملے
تہذیبِ انبیاؑ کی حمایت میں جان جائے
انسان کے حقوق کو انسان مان جائے

(۲۸)

پائی رضاؑ امام کی رن کو جری چلا
لشکر کی سمت ناصرِ سبطِ نبیؐ چلا
لے کر علیؑ کا نام غلامِ علیؑ چلا
سوئے اجل پیامبرِ زندگی چلا
اک آن میں حیات کا محور بدل دیا
دیکھو کہ آدمی نے مقدر بدل دیا

(۲۹)

پشتِ فرس پہ بیٹھا ہے یوں شہؑ کا جاں نثار
جیسے شگفتہ پھول سرِ شاخِ لالہ زار
جیسے نگینِ خاتمِ انگشتِ شہریار
جیسے نگارِ صبح کی دستارِ زرنگار
مرکب ہے اپنے حسن میں طاؤس کی طرح
صحرا میں جگمگا اٹھا فانوس کی طرح

(۳۰)

رفتارِ اسپ جیسے روانی سحاب کی
طوفاں میں جیسے موج امنڈتی ہے آب کی
جیسے ہوا پہ اڑتی ہے خوشبو گلاب کی
چلتی ہے جیسے پہلی کرن آفتاب کی
جس کی رگوں کے خون میں شعلہ وفا کا ہے
کہنے کو راہوار ہے ،جھونکا ہوا کا ہے

(۳۱)

آنکھیں کہ رشکِ نرگسِ شہلا کہیں جنھیں
وہ دلربا کنوتیاں غنچہ کہیں جنھیں
سم اس قدر سبک ہیں کہ لالہ کہیں جنھیں
گردن کے بال گیسوئے لیلیٰ کہیں جنھیں
دُم کو چنور کہو تو جبیں آئینہ کہو
مضبوط پنڈلیوں کو ستون وفا کہو

(۳۲)

طاعت شعار و پیکرِ ایثار ہے فرس
غافل نہیں سوار سے ہشیار ہے فرس
رن میں رفیقِ شہؑ کا مدد گار ہے فرس
دشمن کے پینتروں سے خبردار ہے فرس
فطرت ہے حق شناس، رضا کارِ شاہؑ ہے
مرکب بھی اپنی جس سے حریف سپاہ ہے

(۳۳)

باگیں کھنچیں سمندِ وفادار تھم گیا
معجز نگارِ سرعت رفتار تھم گیا
نزدِ سپاہ غازی و جرار تھم گیا
مہمانِ جانِ حیدرِؑ کرار تھم گیا
لشکر غلامِ شیر الٰہی سے ڈر گیا
سبطِ نبیؐ کے ایک سپاہی سے ڈر گیا

(۳۴)

دیکھا کہ فتنہ پرور و مکار ڈر گئے
محسوس کر لیا کہ ستم گار ڈر گئے
پیدل کا تذکرہ نہیں اسوار ڈر گئے
ہیبت دلوں پہ بیٹھی تو سردار ڈر گئے
دیکھا جدھر بھی شیر نے غیظ و جلال سے
تھرا کے منھ چھپا لیا اعدا نے ڈھال سے

(۳۵)

سہمی ہوئی سپاہ سے کہنے لگا دلیر
سیدھی ہے حق کی راہ نہیں کوئی ایر پھیر
ناحق کو ترک کرنے میں لگتی نہیں ہے دیر
حق کی سپر حسینؑ ہے شیرِ خدا کا شیر
مضرابِ کُن کا چھیڑا ہوا ساز ہے حسینؑ
ہر دور کے رسولؐ کی آواز ہے حسینؑ

(۳۶)

جس کا پدر ہے پیکرِ ایماں، وہ کون ہے؟
نانا ہے جس کا مرسلِؐ دوراں، وہ کون ہے؟
جس کے مکاں میں اترا ہے قرآں، وہ کون ہے؟
جس کے طفیل تم ہو مسلماں، وہ کون ہے؟
افسوس راہ و رسمِ وفا جانتے نہیں
حیرت ہے تم رسولؐ کو پہچانتے نہیں

(۳۷)

فرزند ہے علیؑ کا پسر ہے بتولؑ کا
مولائے دو جہاں ہے نواسہ رسولؐ کا
جیسے کہ تخم پھول میں پکتا ہے پھول کا
یہ بھی سبب ہے رحمتِ حق کے نزول کا
قرآں کے حرف حرف کی تفسیر ہے حسینؑ
ہاں دیکھ لو رسولؐ کی تصویر ہے حسینؑ

(۳۸)

''دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو''
میری سنو جو تم کو حقیقت کی چاہ ہو
پیغمبرؐ خدا کے اگر خیر خواہ ہو
اُس راہ پر چلو جو محمدؐ کی راہ ہو
رشتہ شریف آدمی باطل سے توڑ کے
حق کی طرف پلٹتا ہے ناحق کو چھوڑ کے

(۳۹)

اس فوج میں ہیں میرے رسالے کے سب سوار
جو دھوپ میں تھے پیاس سے بیتاب و بیقرار
دکھتا تھا حلق، چبھتے تھے سوکھی زباں میں خار
بیہوش ہو کے خاک پہ گرتے تھے راہوار
دولت کی احتیاج میں ایماں کو بھول جائے
وہ آدمی نہیں ہے جو احساں کو بھول جائے

(۴۰)

بارش مصیبتوں کی سرِ رہ گذر ملی
اشکوں میں غرق چشمِ حقیقت نگر ملی
کوفے میں قتل ہو گئے مسلمؑ خبر ملی
لیکن جو ہم ملے تو کرم کی نظر ملی
پیاسوں کی بے کلی کا نظارا نہ کر سکے
دشمن کی تشنگی بھی گوارا نہ کر سکے

(۴۱)

جاں سوز تشنگی سے بچایا حسینؑ نے
بچوں کے حق کا آب پلایا حسینؑ نے
نقشِ خلوص دل پہ بٹھایا حسینؑ نے
اخلاقِ مصطفیؐ کو بتایا حسینؑ نے
تہذیبِ انبیاؑ کا علمدار ہے حسینؑ
انسانیت کا قافلہ سالار ہے حسینؑ

(۴۲)

شبیرؑ بار بار منگاتے تھے آبِ سرد
انصار لے کے دشت میں آتے تھے آبِ سرد
عباسؑ نامدار پلاتے تھے آبِ سرد
بچے بھی دوڑ دوڑ کے لاتے تھے آبِ سرد
سوچو کہ جو تمہارے لئے درد مند ہے
پانی اسی غریب کے بچوں پہ بند ہے

(۴۳)

پیاسا ہے کربلا میں محمدؐ کا نورِ عین
یہ ننھے ننھے بچوں کا گریہ یہ شور و شین
اللہ یہ تحملِ سلطانِ مشرقین
دیکھو کہ ہے خلیل کی صورت رخِ حسینؑ
نمرود سا ستم نہ سرِ دشت کیں کرو
اس آگ سے بھی پھول کھلیں گے یقیں کرو

(۴۴)

ہے فوج کے حصار میں فرزندِ بوتراب
ساقئ سلسبیل کے گھر میں ہے قحطِ آب
قابو میں صبر کے ہے زمانے کا اضطراب
وہ سوزِ تشنگی ہے کہ ٹھنڈا ہے آفتاب
یہ کہہ کے تڑپے ماہئ بے آب کی طرح
آنسو ابل ابل پڑے سیلاب کی طرح

(۴۵)

شمرِ لعیں پکارا سرِ دشتِ کارزار
اے دلبرِ رسولؐ کے تازہ رفیقِ کار
پھیلا نہ اپنی باتوں سے لشکر میں انتشار
ہجرت کی شب سے تھا ہمیں اس دن کا انتظار
تاریخِ جنگِ بدر کا انجام جان لو
تلوار جو بھی فیصلہ کر دے وہ مان لو

(۴۶)

خنجر ملا تو حلقِ پیمبرؐ نہ مل سکا
پایا نبیؐ کا حلق تو خنجر نہ مل سکا
آئینہ توڑ دینے کو پتھر نہ مل سکا
ڈھونڈھا مگر رسولؐ کا پیکر نہ مل سکا
حیدرؑ ہمارے سارے صنم توڑتے رہے
ہم جتنے زخم کھاتے رہے جوڑتے رہے

(۴۷)

یہ کہہ کے اس نے کھینچی کماں ، تیر سر کیا
آواز سے کڑک کی بیاباں لرز گیا
لہروں نے ارتعاش کی بن کو ہلا دیا
انسانیت نے پیٹ کے منھ سر جھکا لیا
ناوک کو کاٹا شیر نے قرطاس کی طرح
لہرائی تیغ پرچمِ عباسؑ کی طرح

(۴۸)

گونجی فضا کہ جھن سے کھنچی تیغِ آبدار
خیرہ ہوئی چمک سے نگاہِ ستم شعار
تھا تیغ زن رفیقِ شہنشاہِ روزگار
برسا لہو تو بیٹھ گیا دشت کا غبار
حملہ کیا تھا ناصرِ سبطِ رسولؐ نے
توڑا تھا اپنی چوٹ سے پتھر کو پھول نے

(۴۹)

بولے کہ میں ہوں ناصرِ دلبندِ فاطمہؑ
مرشد ہے میرا وارثِ سلطانِ انبیاؑ
رہبر ہے میرا قوتِ بازوئے مجتبیٰؑ
آقا ہے میرا لختِ دلِ شاہِ لا فتیٰ
خیر الامم کا لال شہِؑ مشرقین ہے
سن لو کہ کائنات کا مولا حسینؑ ہے

(۵۰)

جس کو نبیؐ نے گود میں پالا ہے وہ حسینؑ
جو روشنیٔ گنبدِ خضریٰ ہے وہ حسینؑ
جو یادگارِ سیدِ بطحاؐ ہے وہ حسینؑ
جو کائناتِ صبر میں یکتا ہے وہ حسینؑ
جس کی ادا نماز کو حسنِ قبول دے
جس کے لئے رسولؐ بھی سجدے کو طول دے

(۵۱)

ہم رتبۂ خلیل ہے مظلومِ کربلاؑ
صورت ہے جس کی صورتِ محبوبِ کبریاؑ
ہو کلمہ گو تو یاد کرو قولِ مصطفیؐ
دشمن ہے جو حسینؑ کا ہے دشمنِ خدا
ہے دین اور دین کا پیغام بھی حسینؑ
قرآن بھی حسینؑ ہے اسلام بھی حسینؑ

(۵۲)

یہ تھی رجز غلامِ شہِؑ ذوالفقار کی
چمکی جدھر حسام حرِ ذی وقار کی
حالت اُدھر تھی خوف کی یا انتشار کی
ملتی نہ تھیں سپاہ کو راہیں فرار کی
آئینۂ حسام میں جلوہ ہے نور کا
یا کربلا میں شعلہ لپکتا ہے طور کا

(۵۳)

یہ تیغ حریت کے سپاہی کی جان ہے
اربابِ علم و حکمت و دانش کی آن ہے
آزادیٔ ضمیر کے حق کا نشان ہے
تہذیب کا وقار ، تمدن کی شان ہے
یہ تیغ جاگ اٹھتی ہے احساس کی طرح
شیشے کو کاٹ دیتی ہے الماس کی طرح

(۵۴)

ذی جاہ و ذی وقار ہے ، ذی شان ہے جری
ڈالی ہے جس نے لشکرِ دشمن میں تھرتھری
کاٹی ہے جس کی تیغ نے شاخِ ستمگری
ہے جنگِ حریت تو لرزتی ہے قیصری
ڈھالیں اٹھا کے تیغ دو پیکر کو روک دے
ہے کون جو حسینؑ کے یاور کو ٹوک دے

(۵۵)

مصروفِ حرب و ضرب تھا صحرا میں شیر نر
وہ فوج کا ہجوم وہ انبوہِ اہلِ شر
کٹتے تھے اہلِ ظلم کہ تلوار تھی نظر
لرزاں تھے ڈر سے رن میں ستمگار و بدسیر
فتنے جفا و جور کے سانچے میں ڈھال کے
بیٹھے لگا کے گھات کمانیں سنبھال کے

(۵۶)

ناگاہ اک شجر کے قریں سے ہوا گذر
مارا کسی نے تیر بہادر کی پشت پر
تیغ ستم نے چاک کیا فرقِ خوش سیر
نوکِ سناں نے چھید دیا سینہ و جگر
آواز دی حسینؑ کو مہماں گذر گیا
سرکار کا غلامِ وفادار مر گیا

(۵۷)

آوازِ حرؓ کو سن کے ہوئے مضطرب امامؑ
میداں کی سمت ڈال کے اسپِ سبک خرام
یوں آرہے ہیں حرؓ کے قریں شاہِ خاص وعام
ابرو پہ بل ہیں ، ہاتھ میں ہے قبضۂ حسام
اکبرؑ ہیں ہم رکاب تو عباسؑ ساتھ ہیں
سرورؑ کے رن میں باقی ابھی دونوں ہاتھ ہیں

(۵۸)

شبیرؑ حرؓ کا چاک جگر دیکھنے لگے
رن میں شگافِ سینہ و سر دیکھنے لگے
پلکوں پہ خونِ دیدۂ تر دیکھنے لگے
دیکھا نہ جارہا تھا مگر دیکھنے لگے
مہماں ہے خوش نصیب شہِ مشرقین کا
تکیہ بنا ہے دشت میں زانو حسینؑ کا

(۵۹)

چاکِ جگر پہ ڈال دیا دامنِ عبا
دستِ شفا سے صاف کیا خون آنکھ کا
زخمِ جبیں پہ باندھ کے رومالِ فاطمہؑ
کہنے لگا یہ حرؓ سے شہنشاہِ کربلا
اے بھائی! تیرے درد کا درماں نہ کر سکا
نادم ہوں میں کہ خاطرِ مہماں نہ کر سکا

(۶۰)

حرؓ نے کہا کہ اس سے سوا ہوگا کیا وقار
زانو پہ سر لئے ہیں مرا شاہؑ روزگار
سینہ پہ ہاتھ رکھے ہے اکبرؑ سا غمگسار
رکھے ہیں پاؤں گود میں عباسِؑ نامدار
خاطر یہ کم نہیں ہے دلِ ناصبور کی
رومالِ فاطمہؑ ہے نشانی حضورؐ کی

(۶۱)

مولا! مرے قریبِ شہِؐ انبیاؐ بھی ہیں
مشکل نہیں ہے کوئی کہ مشکل کشا بھی ہیں
بالیں پہ میری سبز قبا مجتبیٰؑ بھی ہیں
شاید حجابِ نور میں خود فاطمہؑ بھی ہیں
عزت بڑھی ہے آپ کے قدموں کو چوم کے
مجھ کو گلے لگا لیا رحمت نے جھوم کے

(۶۲)

یہ کہتے کہتے چپ ہوا سرورؑ کا جاں نثار
بالیں سے میہماں کی اٹھے شاہِ ذی وقارؑ
میت اٹھائی خاک سے یوں ہو کے بے قرار
جیسے خزاں نے چھین لیا ہو گلِ بہار
شہؑ بولے یہ شہید ، حمیت میں فرد تھا
خوددار تھا ، دلیر تھا ، آزاد مرد تھا

(٦٣)

زخمِ فراقِ ہمدم و ناصر سئے ہوئے
آنسو ہیں تین روز کے پیاسے پیے ہوئے
میت ہیں رن میں سرورؑ و اکبرؑ لئے ہوئے
عباسؑ چل رہے ہیں سہارا دئے ہوئے
کاندھا ملا ہے حرؑ کو شہِؑ مشرقین کا
لیکن اٹھا نہ دشت میں لاشہ حسینؑ کا

(٦٤)

کس کس طرح بدلتی ہے دنیا نہ پوچھئے
وہ وقت جب حسینؑ تھے تنہا نہ پوچھئے
جب گل ہوئی تھی شمعِ تمنا نہ پوچھئے
میداں میں مرگِ دلبرِ لیلیٰ نہ پوچھئے
صحرا میں گونجتے ہوئے زینبؑ کے بین تھے
میت پہ نوجواں کی اکیلے حسینؑ تھے

(٦٥)

شہؑ لاشِ حرؑ کو گنجِ شہیداں میں لے کے آئے
اک اور پھول گلشنِ ایماں میں لے کے آئے
اک اور زخم قلبِ پریشاں میں لے کے آئے
اک اور چاک صبر کے داماں میں لے کے آئے
شبیرؑ نے کہا کہ رفاقت میں فرد تھا
اللہ مغفرت کرے آزاد مرد تھا

(٦٦)

بالوں کو سر کے کھول کے زینبؑ نے کی فغاں
اے ناصرِ غریب ، رفیقِ شہؑ زماں
کس وقت تو ہوا مرے بھائی کا میہماں
نادار جب ہیں دشت میں سلطانؑ دو جہاں
ہم دو گھڑی بھی خاطرِ مہماں نہ کر سکے
راحت کا تیری کوئی بھی ساماں نہ کر سکے

(٦٧)

بیچارگی نے گھیرا ہے ناچار ہیں حسینؑ
نرغے میں دشمنوں کے گرفتار ہیں حسینؑ
بیکس ہیں بے دیار ہیں بے یار ہیں حسینؑ
کرنا ہمیں معاف کہ نادار ہیں حسینؑ
وقتِ اجل بھی ہم تجھے پانی نہ دے سکے
اشکوں کو رن میں اذنِ روانی نہ دے سکے

(٦٨)

نظمیؔ کہا ہے آپ نے کیا خوب مرثیہ
انداز ہے انیسؔ کا لہجہ دبیرؔ کا
حق کی طرف سے آپ نے پایا یہ مرتبہ
زیرِ قدم ہے منبرِ ذکرِ شہؑ ہدا
مقبولیت ملی ہے بیان و کلام کو
روشن کیا ہے ذاکرؔ و شاعرؔ کے نام کو

❀❀❀

❀❀❀

پھول نے حسنِ تبسم سے کلی کو دیکھا
نرگسِ چشمِ پیمبرؐ نے ولی کو دیکھا
آئینہ صورتِ احمدؐ کے مقابل رکھ کر
عکسِ محبوب میں خالق نے علیؑ کو دیکھا

❀❀❀

کلکِ قدرت نے بہ عنوان جلی لکھا ہے
نقشِ پیشانیٔ مرسلؐ میں ولی لکھا ہے
ردِ مشکل کے لئے حق نے سرِ دوشِ حبیب
حلقۂ مُہرِ رسالت میں علیؑ لکھا ہے

❀❀❀

مہدی نظمیؔ